اِنتخاب

علوم جدید اور اخلاق و مذہب

...دوسرا مسئلہ تعلیم کا ہے۔برسوں سے ہر حلقے سے تعلیمی انقلاب کی آواز سننے میں آتی ہے ۔ مگر تعلیمی ضرورتوں کےعملی پہلوکا کوئی محرم نہیں ملتا ۔ تعلیم میں صرف ابتدائی درسی زبان ، حکایات و قصص دیو مالا اور مذہبیات ہی تو نہیں ۔ ان سب کا مقصد علوم و فنون حاصل کرنے کی راہ ہموار کرنا ہے ۔ جن میں سے ہر ایک کی تفصیل پورا مطالعہ چاہتی ہے۔ پھر ایک کڑی سے دوسری کڑی پیوست ہے ۔ ۴۷ ، ۴۸ ع میں ہندوستان کی اعلی تعلیم فرانس سے بیش تھی ۔ اس آزادی کے سولہ برسوں میں ہم نے جمود اختیار کیا اور تعلیم میں ترقی کی تو وہ ایجاد بندہ ، جو الٹی مضر نکلی ۔ ہمارے یہاں اہل استادوں کی ہر سطح پر کمی ہے اور پڑھائی وہ چیزیں جاتی ہیں جن کو زمانہ کوسوں پیچھے چھوڑ چکا ہے ۔ جبکہ ایک فرانس نے اتنے دنوں میں وہ ترقی کی ہے کہ ہمارے اچھے استاد بھی یہاں آکے خود کو مبتدی محض پاتے ہیں ۔ کیا عملی علوم میں اور کیا نظری میں یہ سب باتیں قابل لحاظ ہیں — روز افزوں فتنے نئی تعلیم کے آوردہ نہیں۔ہماری روز افزوں جہالت کا نتیجہ ہیں ۔ افسوس کہ ہم نعمت کو عذاب اور محرومی و خسران کو فائدہ سمجھ رہے ہیں ۔ تعلیم تو عملی زندگی کے معیار پر اقدار کو پرکھنے کی کسوٹی ہے ۔ اس پر خود کو کامل عیار ثابت کرنا ہے ۔ نہ کہ اپنی کوتاہیوں کا پردہ فاش کرنے والے کو برا بھلا کہتے رہنا ۔ تعلیم نو کے نتیجے میں ہونے والی ایجادات اوراس سے پیداشدہ اجتہاد سے عروق مردۂ مغرب میں خون زندگی دوڑا ۔ جب ہم قوالی اور علم

کلام کی بھول بھلیاں میں صدیوں اپنا نقد حیات لٹا کے کنگال ہوچکے تو اس نئی جاندار مخلوق نے قانون الٰہی کے مطابق ہمارا قلع قمع کردیا - ہم صرف ''نوجوان اقوام نو دولت کے ہیں پیرایہ پوش،، کا آج تک گلہ کرتے چلے آتے ہیں - یورپ کا تہذیبی، تجارتی، سیاسی وغیرہ ہر قسم کا تسلط ہی ہم پر اس لئے ہوا کہ وہ ہر عمل کے میدان میں ہم سے کوسوں آگے نکل گئے تھے اور آگے ہیں - ہم نے اپنی آنکھیں بجائے آگے کے پیچھے دیکھنے پر وقف کر دی ہیں -

علوم جدید کے مسائل سچے اخلاق و مذہب سے ہرگز کہیں متعارض نہیں ہوتے - ہم چونکہ اپنی تعلیمات ہی سے معرا ہیں، دوسروں کی تہذیب جاہلی سے متاثر ہوتے ہیں - نہ کہ ان کے علم و عمل سے - میں نے یورپ میں کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ اسلام کے علاوہ ہر جگہ بت پرستی ہے اور جہاں رسول آخرالزماں کی تہذیب نہیں پہونچی وہاں من و عن جاہلیت کا دور ہے، نئے انداز میں یا پرانے - ہمارے استاد ڈاکٹر گھولے صاحب نے بالکل یہی بات کہی کہ عیسائی گرجے دیکھ کے تو میں یہی کہتا ہوں کہ یہ لوگ بھی ہماری طرح مورتی پوجا کرتے ہیں - لیکن یہ مورتی پوجا یورپ کو ہندوستان یا دیگر ایشیائی ممالک کی پسماندگی کی آماجگاہ نہ بنا سکی - اس لئے کہ ان کے تہذیب و اخلاق، عقائد و مذہب ایک طرف (ان سب کے اپنے تصورات ہیں) اور ان کی شب و روز کی محنت دوسری طرف - یہاں جن ہندی، پاکستانی وغیرہ نوجوانوں کو مذہب بیزار پایا - وہ یا تو کسی شدید رد عمل سے دو چار ہیں ورنہ وہی ہیں جو ادب، زبان، اقدار ہی نہیں علوم یعنی سائنس و معاشیات وغیرہ میں بھی مبتدی ہی نہیں جاہل محض ہیں - جبکہ دوسری طرف عبدالسلام جیسے عالمی صف میں درجۂ اول ماہر طبیعات نظری بلکہ فرد فرید کے ایمان اور عمل کی مثالیں بھی ہیں -

ہماری ملت کی نجات اسی میں ہے کہ ہم علوم جدیدہ، اپنے تہذیبی ورثے کے تحفظ کے ساتھ ساتھ، زیادہ سے زیادہ تہذیبی شعور اور انہماک سے سیکھیں، پڑھیں اور برتیں - یہ زندگی کے دو متبادل رخ ہیں - کمال دونوں کے بدرجہ، کمال امتزاج و توازن میں مضمر ہے - (**صدق جدید - ۳ اپریل ۱۹۶۴ع**)

— ۲ —

زمانے کے تغیر سے احکام میں تغیر

''اس بات پر تمام ہی فقہا متفق ہیں کہ ماحول کی تبدیلی اور اخلاق کی خرابی کی بنا پر وہی احکام تبدیل ہوتے ہیں، جن کی بنیاد قیاس و اجتہاد اور مصلحت پر ہے ۔ رہے وہ اصولی احکام جن پر شریعت کی بنیاد قائم ہے اور جن کی بنیاد کو مضبوط کرنے ہی کے لئے اوامر و نواہی کا ورود ہوا ہے ۔ مثلاً محرمات شرعیہ سے نکاح یا معاملات میں تراضی، اور انسان کا معاملہ کرنے کے بعد اس کا پابند ہوجانا، اور بغیر عقد کے جو نقصان ہو، اس کا تاوان، اپنے اقرار کا اپنے ہی اوپر نافذ ہونا، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا اور جرائم کا انسداد کرنا، ان ذرائع کو بند کرنا جو معاشرہ میں فساد پیدا کرنے والے ہیں، حقوق کا تحفظ، ہر شخص کا اپنے عمل اور اپنی غلطی کا ذمہ دار ہونا، دوسرے کی غلطی کا ذمہ دار نہ ہونا وغیرہ بے شمار احکام ہیں، جن کا قیام، اور جو (امور) ان سے مزاحم ہیں، ان کا مقابلہ کرنا شریعت کا مقصد اولین ہے، تو ایسے تمام بنیادی احکام حالات کی تبدیلی سے نہیں بدل سکتے بلکہ یہی اصولی احکام ہیں جن کو معاشرہ کی اصلاح کے لئے شریعت نے پیش کیا ہے، البتہ ان کے نفاذ کے وسائل اور حالات پر ان کے انطباق کی صورتیں زمانہ اور ماحول کی تبدیلی سے ضرور بدلتی رہتی ہیں، مثلاً حقوق کے تحفظ کا ذریعہ عدالت ہے جن میں فیصلہ کا مدار تنہا ایک منصف یا جج کی رائے پر ہوتا ہے، اور اس کا فیصلہ بالکل قطعی ہوتا ہے ۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ زمانے کے حالات و مصالح اور برائیوں کے انسداد میں غایت احتیاط کی وجہ سے یہ فیصلے جیوری کے سپرد کردیئے جائیں اور عدالت کے مختلف درجے بنادئے جائیں، جیسا کہ آج کل ہے ۔

زمانہ کی تبدیلی سے تبدیل ہونے والے احکام شریعت جب زمانے کے بدلنے سے بدلتے ہیں تو حقیقت میں ان میں ایک ہی شرعی اصول کار فرما ہوتا ہے، اور وہ ہے احقاق، جلب مصالح اور مفاسد کا انسداد اور احکام اسلامی جب ہی تبدیل ہوتے ہیں، جب وہ وسائل اور انداز بدل جاتے ہیں، جن سے شریعت کا مقصد حاصل ہو رہا تھا، اور ان وسائل، نہج اور طریقہ کی تحدید عموماً شریعت

اس لئے نہیں کرتی کہ ہر زمانہ میں جو وسائل اور طریقے اس زمانہ کے معاشرہ کے لئے زیادہ مفید اور بہتر نتائج پیدا کرنے والے ہوں ان کو اختیار کیا جاسکے ۔

عام طور پر حالات کے تغیر کے دو عامل ہوتے ہیں، ایک معاشرہ کا اخلاقی بگاڑ اور دوسرے طور و طریق کی تبدیلی ۔

(۱) یعنی فقہ اسلامی کے اجتہادی احکام میں تبدیلی کا سبب کبھی اخلاقی بگاڑ ، ورع و احتیاط کی کمی اور برائی سے روکنے والے عوامل کی کمزوری ہوتی ہے ، اور اسی کو فقہاء فسادالزمان کہتے ہیں ۔

(۲) اور کبھی احکام میں یہ تغیر سوسائٹی کے نئے نئے طریقے اور زمانہ کے نئے نئے وسائل کی بنا پر مفید قوانین کے اضافہ اور انتظامی اور اقتصادی ڈھانچے کے بدلنے کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ فساد زمانہ کی طرح یہ صورت بھی اس سے پہلے کے اجتہادی احکام کی تبدیلی کا سبب ہوتی ہے، اس لئے کہ جب وہ احکام زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتے، تو وہ گویا بالکل بیکار ہوگئے، اور شریعت میں بیکار چیزوں کی گنجائش نہیں ہے ۔ لا عبث فی الشریعہ" ۔

ان مذکورۂ بالا اور اس طرح کی دوسری مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ کے بدلنے سے احکام کے بدل جانے والے مسئلہ کو نظریۂ عرف کا چربہ نہ سمجھنا چاہئے، جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے ۔ بلکہ اس کا تعلق مصالح مرسلہ سے ہے، اس لئے کہ دینی معاملات میں سستی ، عادتوں کا بگاڑ ، احتیاط کی کمی، حرص کی زیادتی اور نئے نئے معاملات کا تعلق ان اعراف سے نہیں ہے، جنھیں لوگ رواج دے لیتے ہیں اور اس کے مطابق اخلاق و معاملات میں برتاؤ کرتے ہیں، بلکہ یہ یا تو نتیجہ ہوتے ہیں اخلاقی انحطاط کا، جو جذبہ امانت و دیانت کو کمزور کردیتا ہے، یا پھر زمانہ کے تنظیمی وسائل کے اختلاف کے نتیجہ میں یہ صورت پیدا ہوتی ہے اور یہ چیز ان احکام کو جو جدید تقاضوں اور گذشتہ ماحول سے مختلف ماحول میں پیدا ہوتے ہیں، موجودہ دور میں مقصد شریعت تک لے جانے کے قابل نہیں رکھتی، اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان احکام میں ایسی تبدیلی کی جائے جو جدید حالات کے مطابق بن سکیں اور شریعت کا مقصد بھی پورا ہوجائے، اس کی مثال بادبانی کشتی کی سی ہے جو

شمالی ہوا میں ایک خاص رخ کو جاتی ھے، اور اسی لحاظ سے اس کا بادبان باندھا جاتا ھے، اب اگر ہوا کا رخ بدل جائے تو ضروری ہوجاتا ھے کہ کشتی کے بادبان کو ہوا کے مطابق اس طرح لگایا جائے کہ وہ منزل مقصود تک پہنچ جائے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو کشتی یا تو غلط رخ پر پڑجائے گی' یا پھر رک جائے گی، علامہ ابن عابدین اپنے رسالہ نشرالعرف میں لکھتے ھیں :

'' بہت سے احکام زمانہ کے بدلنے سے بدل جاتے ھیں' یعنی یہ تبدیلی یا تو عرف کے بدلنے سے ہوتی ھے یا کسی نئی ضرورت کے پیدا ہونے سے' یا پھر زمانہ کے فساد و بگاڑ کی وجہ سے اس طرح پر کہ اگر وہی پہلا حکم باقی رھے تو اس سے مشقت لازم آئے گی' اور لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا اور شریعت کے ان قواعد کی مخالفت بھی لازم آئے گی جو تخفیف، آسانی، اور دفع مضرت و فساد کے سلسلہ میں وارد ہوتے ھیں یہی وجہ ھے کہ مشائخ نے اپنے مسلک کے مجتہدین کی تصریحات سے بہت سے مواقع پر اس بنیاد پر اختلاف کیا ھے ۔''

علامہ قرافی فروق میں لکھتے ھیں :

'' منقولات (یعنی فتاوی) پر ہمیشہ جمے رھنا دینی گمراھی ھے اور علمائے اسلام اور اسلاف کے مقاصد سے بے خبری ھے ۔''

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اعلام المؤقعین میں فصل تغیرالفتاوی کے تحت لکھتے ھیں :-

''یہ فصل عظیم نفع پر مشتمل ھے ، اور اس کے نہ جاننے کی وجہ سے شریعت کے بارے میں ایسی عظیم غلطی ہوتی ھے جو حرج و مشقت کا سبب اور تکلیف مالا یطاق کا وسیلہ بن جاتی ھے ، حالانکہ یہ بات معلوم ھے کہ شریعت باھرہ جو مصالح کا بہترین مجموعہ ھے ، اس میں اس طرح کی باتیں نہیں آسکتیں کیونکہ شریعت کی بنیاد و اساس بندوں کے معاش و معاد کے بہترین مصالح پر ھے ۔ شریعت سراپا عدل ، سراپا رحمت ، مصالح کا مجموعہ اور سرتا سر عدل

ھے ، ھر مسئلہ جو عدل کے بجائے ظلم ، رحمت کے بجائے زحمت اور مصلحت کے بجائے مفسدہ کا سبب بن جائے یا حکمت کے بجائے عبث بن جائے اس سے شریعت کا کوئی تعلق نہیں ھے ، اگرچہ تاویل کے ذریعہ اس میں داخل ھی کیوں نہ کر دیا گیا ھو''۔

انتخاب از :

''فساد زمانہ اور عموم بلوی'' ، مجیب اللہ ندوی ، ''معارف'' ' ستمبر ۱۹٦۴ء